اقبال کے دو غیر مدون خط

ڈاکٹر معین الدین عقیل

اقبال کے نادر وغیر مطبوعہ اور غیر مدون خطوط کی تلاش وتحقیق اور دستیابی ایک عرصہ سے اقبالیات کے متعدد نئے گوشے وا کررہی ہے۔ پھر مکاتیب اقبال کی ترتیب وتدوین کی حالیہ کوششیں بھی عہد جدید کے تقاضوں کیمطابق اقبالیات کے معیار اور اس کے متعلقہ موضوعات کو ان کے بنیادی ماخذ ہونیکی حیثیت میں قابل استعمال بنانے کے لیے معاون ثابت ہوئی ہیں۔

ذیل میں اقبال کے دو غیر مدون خطوط کے اقتباس نقل کیے جارہے ہیں جو اقبال نے سجاد مرزا بیگ دہلوی کے نام تحریر کیے تھے۔ یہ خطوط اب مکمل طور پر تو دستیاب نہیں لیکن انکا نفس مضمون چونکہ شائع ہوگیا تھا۔ اس لیے بس یہی دستیاب مطبوعہ متن اقبال کے گمشدہ آثار کی بازیافت کے طور پر اقبالیات کے ذیل میں ایک تبرک کی حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے مکتوب الیہ محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے انجمن ترقی اردو کے زیر ہدایت مرتبہ اردو مطبوعات کی اولین ضخیم فہرست الفہر ست کو زیادہ شہرت حاصل ہوئی۔

محمد سجاد مرزا بیگ 1876ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ اسلاف میں اہل سیف اور اہل قلم دونوں طرح کے بزرگ شامل تھے اور 1857ء سے قبل قلعہ معلی سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن انقلاب 1857ء کے بعد ان کے والد محمد مرزا بیگ نے انگریز کی ملازمت اختیار کرلی تھی۔ والد کے انتقال کے بعد سجاد مرزا بیگ تلاش روزگار میں دہلی سے حیدرآباد سے منتقل ہوگئے جہاں 1915ء ''نظام کالج'' میں اردو کے استاد کی حیثیت میں ان کا تقرر ہوگیا۔

اپنے اساتذہ کے زمرے میں سجاد مرزا بیگ نے حافظ اخوند محمد عمر (۲) اور نواب بشیر الدین احمد خاں (۳) کے نام تحریر کیے ہیں (۴)۔ اور احباب میں متعدد

اہم نام نظر آتے ہیں مثلاً مولوی سید احمد دہلوی (مرتب ل، فرہنگ آصفیہ) (۵) اور مولانا محمد علی جوہر۔علی برادران نے جب حرمت وحفاظت حرمین شریفین کے لیے۔انجمن خدام کعبہ، قائم کی تو سجاد مرزا بیگ حیدرآباد میں اس کے قیام وفروغ کے لیے کوشاں ہوئے۔ان کی تصفیف "شمع راہ" میں جوان کے خطبات کا مجموعہ ہے، اولین خطبہ ان کے اسی تعلق اور جزبے کا مظہر ہے۔(۶) اداروں میں سے وہ "نظام کالج" کے علاوہ "جامعہ عثمانیہ" اور "انجمن ترقی اردو" کے رکن رہے (۷)۔

ان کی علمی و تصنیفی خدمات کے صلے میں نظام حیدرآباد نے 1918ء میں انھیں دو سو روپے ماہوار وظیفہ کیا (۸) پھر اپنی تصانیف "تسہیل البلاغت" "الاستدلال" اور "الفہرست" چونکہ انھوں نے نظام حیدرآباد کے نام معنون کی تھیں۔اس لیے نظام نے ۱۳۲۷ء ۱۹۰۹ء میں انتساب کی اجازت دیتے ہوئے ان کتابوں کی اشاعت کی مد میں ڈھائی ہزار روپے انھیں عنایت کیے اور مزید پانچ سال تک دوسو روپے ماہانہ وظیفہ ان کینام جاری کر دیا۔۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱ء میں اس وظیفے کو اضافے کیساتھ تاحیات کر دیا گیا (۹) ان اعزازات اور اپنی علمی وادبی خدمات کے صلے میں اکابر کی ستائش کے علاوہ سجاد مرزا بیگ حیدرآباد میں ہجو اور تنقید کا نشانہ بھی بنے ۔صدق جائسی (۱۰) نے اپنی خود نوشت یاداشتوں، دربار دربار میں ان پر تحریر کردہ اپنی ایک منظوم ہجو نقل کی ہے اور اس کا پس منظر بھی بیان کیا ہے (۱۱)۔

انکی کئی تصانیف اپنے موضوعات پر اردو میں نصابی کتب کی عدم موجودگی یا کمیابی کے سبب چونکہ طلبہ کی نصابی ضرورتوں کی تکمیل بھی کرتی تھیں۔اس لیے نصاب میں بھی شامل کی گئیں۔مثلاً حکمت عملی "۱۳۴۵ھ ۱۹۲۶ء میں انٹرمیڈیٹ کے نصاب کے لیے منظور کی گئی (۱۲)۔ان کی تصانیف میں "الفہرست"، "تسہیل البلاغت" "الاستدلال" "شمع راہ" اور "حکمت عملی" کے علاوہ "تمنائے دید" "الانسان" اور "شمع ہدایت" کے نام بھی ہیں۔ان تصانیف کی صراحت موضوعات کے

لحاظ سے درج ذیل ہے۔

۱۔ ''تمنائے دید''

اس میں قصے کے پیرائے میں زندگی کے نشیب وفراز اور اخلاق و معاشرت کے مسائل پیش کیے گئے ہیں۔ اسے ''مخزن ادب'' (دہلی) نے شائع کیا تھا۔ ان کے فرزند صفوۃ اللہ بیگ صوفی نے اپنی مرتبہ ''مفصل فہرست تصانیف پروفیسر سجاد مرزا بیگ میں سے پروفیسر صاحب کے اوائل عمر کی تصنیف بتایا ہے (۱۳)

۲۔ ''حکمت عملی''

پہلی مرتبہ ''قاسم پریس'' حیدرآباد دکن سے ۱۹۰۶ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہ فلسفہ عمل، قومی ترقی اور حصول عزت کے موضاعات پر مبنی اور ایک مقدمے اور تین مقالات پر مشتمل ہے۔

۳۔ ''الانسان''

یہ علم اخلاق، مذہب، معاشرت و تمدن کے فلسفے اور انسان کے قوائے جسمانی و نفسانی اور خصوصیات و مزاج کے موضوعات کا احاطہ کرتی ہے۔ '' مکتبہ اختر دکن'' حیدرآباد سے ۱۹۱۱ء میں شائع ہوئی۔

۵۔ الفہرست''

مولوی عبدالحق کی فرمائش پر انجمن ترقی اردو کے ایک منصوبے کے تحت یہ ایک ضخیم کتابیات مرتب کی گئی تھی جو مختلف موضوعات اور علوم و فنون پر اردو میں شائع ہونے والی مطبوعات کی فہرست ہے۔ یہ نظام دکن پریس حیدرآباد سے ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی۔

۶۔ ''تسہیل البلاغت''

حیدرآباد دکن سے ۱۳۳۹ھ ۱۹۲۱ء میں شائع ہوئی۔ یہ دراصل ''نظام کالج''

میں دوران تدریس علم البلاغت کی تحصیل میں مدد دینے کے لیے دیے جانیوالے خطبات کا مجموعہ ہے جو علم معانی ، بیان بدیع اور بلاغت کے تقریبا تمام اہم موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔

۷۔ "شمع راہ"

مختلف مجالس میں مختلف موضوعات پر دیے جانے والے خطبات کا مجموعہ ہے جسے ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزند صفوۃ اللہ بیگ صوفی نے دفتر کتابت سجاد منزل دہلی سے ۱۹۳۶ء میں شائع کیا تھا (۱۴)۔

سجاد مرزا بیگ نے ۲فروری ۱۹۴۷ء کو بعارضہ فالج حیدر آباد میں انتقال کیا۔ انکی وفات کے بعد ان کے فرزند صفوۃ اللہ بیگ صوجی نے "مفصل فہرست تصانیف پروفیسر سجاد مرزا بیگ" شائع کرتے ہوئے (۱۵) اس کے آ کر میں اپنے والد کے مکاتیب اور مضامین بھی شائع کرنے کا اعلان کیا تھا، لیکن راقم کو ان کی اشاعت کا علم نہیں۔ یہ "مفصل فہرست تصانیف...... حکمت عملی" "الانسان" "تسہیل البلاغت" پر اس وقت کے اا کابر علم وادب کی آراء بطور تقاریظ جمع کی گئی ہیں ان اکابر کے نام یہ ہیں شبلی، حالی، مولوی، ذکاءاللہ، علامہ اقبال، عزیر مرزا، ہمایوں مرزا، کپتان نواب ممتاز یار الدولہ بہادر، مولوی محمد محسن فاروقی۔ ڈاکٹر سید سراج الحسن، عماد الملک سید حسین بلگرامی، پروفیسر محمد نعیم الرحمٰن، مولوی سید احمد دہلوی اور ڈاکٹر محمد بدل الرحمٰن۔

ان اکابر میں سے بالخصوص شبلی ، حالی ، اور اقبال کی غیر مدون تحریریں ان کی مختلف النوع نگارشات کے مجموعوں یا دیگر صورتوں میں منظر عام پر آتی رہی ہیں شبلی نے "حکمت عملی" کے بارے میں جو رائے دی ہے۔ (۱۶) وہ ان کی اس طرح کے کسی مجموعے میں شامل نہیں۔ اور اسی طرح اقبال نے "حکمت عملی" اور "الانسان" کے بارے میں مصنف کو جو خط لکھے تھے، وہ بھی ان کے ایسے کسی مجموعے میں موجود نہیں۔ اقبال نے اپنی یہ آراء سجاد مرزا بیگ کے نام دو مختلف خطوط میں دی ہوں

گی۔ ان خطوط کے تحریر کیے جانے کی تاریخوں کا اندازہ نہیں ہوتا۔ یہ کہا جا سکتا ہےکہ یہ خطوط متعلقہ کتابوں کی اشاعت علی الترتیب ۱۹۰۶ اور ۱۹۱۱ء سے ۱۹۲۷ء میں سجاد مرزا بیگ کے انتقال تک، کسی وقت لکھے گئے۔

اقبال کے ان خطوط کے اقتباسات جو مذکورہ ''فہرست'' میں اسی طرح درج ہیں ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں۔

ا۔ ''حکمت عملی''

میں نے آپ کی تصنیف ''حکمت عملی'' کو شروع سے آخر تک پڑھا، نہایت عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ خصوصاً عورتوں کی تعلیم کے متعلق جو کچھ آپ نے لکھا، نہایت مناسب اور اسلامی اصول تمدن کے عین مطابق ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ شاید اردو زبان میں اس قسم کی ایسی عمدہ اور حکمت آموز کتاب شاید کوئی نہ ہوگی۔

(۱۷)

۲۔ ''الانسان''

میں نے آپ کی کتاب ''الانسان'' کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ میں اس کتاب کو اردو زبان کے علمی لٹریچر میں ایک نہایت قابل قدر اضافہ سمجھتا ہوں۔ اس سے پہلے ''حکمت عملی'' لکھ کر آپ نے اردو خواں لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

''الانسان'' علمی اعتبار سے بہت زیادہ وقعت رکھتی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ علمی حلقوں میں اس کتاب کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اردو زبان میں اس مضمون پر شاید کوئی کتاب موجود نہیں۔ اس اعتبار سے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے اس میدان میں سب سے پہلے قدم رکھا۔ اصطلاحات جو آپ نے وضع کی ہیں، نہایت عمدہ ہیں۔ طرز تحریر دلکش ہے اور دقیق مسائل کو سلیس اور عام فہم زبان میں بیان کرنیکی قوت جو قدرت نے آپ کو عطا کی ہے، قابل داد ہے۔ کاش اردو خواں لوگوں میں علمی مذاق پیدا ہوا اور بہت سے ایسے مصنفین پیدا ہوں جن کے دماغ

مسائل (مساعی؟) سے اردو زبان کی علمی لٹریچر ایسا ہی وسیع ہو جائے جیسے دنیا کی دیگر مہذب زبانوں کا ہے۔(۱۸)

حواشی

۱۔ سجاد مرزا بیگ "تسہیل البلاغت" (حیدر آباد دکن، ۱۳۳۹ھ) ص ۱۰

۲۔ مولانا فرید الدین شہید فرنگ کے فرزند۔ ۱۲۷۱ھ ۱۸۵۴ء کو دہلی میں پیدا ہوئے اور ۱۳۳۶ھ ۱۹۱۷ء کو انتقال کیا۔ دہلی کی مقتدر ہستی سمجھے جاتے تھے۔ سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ ان کی ایک تصنیف "الاستشفاع والتوسیل" مشہور ہے۔ تفصیلات کیلیے۔ مد اصابری۔ دہلی کی یادگار ہستیاں" دہلی ۱۹۷۲ء ص ۳۳۲۔۳۳۵۔

۳۔ دہلی میں تراہہ بہرام خان میں رہتے تھے۔ جنوری ۱۹۱۷ء تک حیات تھے۔ "انجمن خدام کعبہ" سے منسلک اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے خاندانی ارادت مند تھے۔ "نقوش" (لاہور) خطوط نمبر، جلد دوم، ۱۹۶۸ء ص ۲۱۰۔۲۱۱

۴۔ سجاد مرزا بیگ "شمع راہ" (دہلی، ۱۹۳۲ء) ص ۶۳ جنہوں نے ان کے ایک خطبے پر، جو ذکر میلاد النبی پر مبنی تھا، اصلاح بھی دی تھی۔ مشمولہ، ایضاً ص ۶۱۱۔

۵۔ ایضاً ص ۱۰۹۔۱۱۳۔

۶۔ ایضاً ص ۱۴۔۳۵

۷۔ بحوالہ ایضاً سرورق۔

۸۔ "تسہیل البلاغت، ص ۱۰

۹۔ سید منظر علی حیدر آباد کی علمی فیاضیاں (حیدر آباد ۱۳۵۵ھ) ص ۱۳۹۔

۱۰۔ سید تصدق حسین نام صدق تخلص، جائس میں پیدا ہوئے اور جوانی میں حیدر آباد چلے آئے۔ تعلیمات سے منسلک تھے۔ ۱۹۶۸ء میں انتقال کیا۔ شعر خوب کہتے تھے اور اسی وصف کی بنا پر شہزادہ معظم جاہ بہادر کے دربار سے وابستہ ہوئے

جہاں فانی اور جوش وغیرہ سے قرب رہا۔ ان کی خودنوشت، دربار دربار مذکورہ دربار سے ان کی وابستگی اور اس کے مختلف دلچسپ واقعات کو پیش کرتی۔ یہ تصنیف حیدرآباد دکن سے ۱۹۶۱ء میں اور کراچی سے ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئی۔

۱۱۔ ص ۱۹۹ سے ۲۰۹

۱۲۔ سید منظر علی حیدر آبد کی علمی فیاضیاں'' ص ۱۴۱

۱۳۔ ص ۴۹

۱۴۔ ''مصنفین اردو (مطبوعہ: دہلی، ۱۹۳۹ء) کے مرتب سے زوار حسین نے انکی ایک کتاب شمع ہدایت کا حوالہ دیا ہے، لیکن اس کا ذکر اور تفصیلات کہیں اور دستیاب نہیں۔

۱۵۔ مطبوعہ: سجاد منزل، دہلی۔ سنہ اشاعت موجود نہیں۔

۱۶۔ ص ۵ ۱۷۔ ص ۹ ۱۸۔ ص ۵۱